اخبار امت

مسجد اقصیٰ کے پاسبانوں کا عزم

عبدالغفار عزیز

جمال الدرہ نے اپنے ۱۲ سالہ لاڈلے بیٹے کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا: "محمد! آج ہم اپنی گاڑی خریدیں گے"۔ بیٹا مچل گیا: "ابو میں بھی ساتھ چلوں گا... میں بھی...." دونوں باپ بیٹا بازار کے لیے نکلے ہی تھے کہ اسرائیلی فوج کی زد میں آگئے اور ایسے پھنسے کہ سڑک پر کھڑی' سیمنٹ سے بنی صرف تین فٹ بلند رکاوٹ کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ہر طرف سے گولیاں برس رہی تھیں--- اور پھر محمد و جمال کا حال پوری دنیا نے ٹی وی کی اسکرینوں پر دیکھا۔ پتھر دل بھی موم ہوگئے۔ وہ دشمن بھی' جن کے اندر انسانیت کی رمق تھی' دل تھام کر رہ گئے۔ فرانسیسی ٹی وی کے عرب فوٹوگرافر طلال ابورحمہ نے' جمال کی فریادیں' اور پھر بے ہوشی' محمد کی چیخیں اور پھر ابد تک کے لیے خاموشی' یہودیوں کی سنسناتی گولیاں' بارود کے دھویں کے کثیف بادل' سنگ دلی و وحشی پن کی منہ بولتی تصویر' سب اپنے کیمرے میں محفوظ کر کے مہذب دنیا کو اس کا چہرہ دکھا دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ: "میں باپ بیٹے سے صرف چار گز کے فاصلے پر جا پہنچا تھا لیکن گولیوں کی بوچھاڑ نے پھر پیچھے ہٹا دیا' باپ اپنے لخت جگر کو پورے ۴۵ منٹ تک' اپنے پہلو میں چھپانے کی کوشش کرتا رہا۔ اس دوران ایک ایمبولینس بھی انھیں بچانے کو آئی' گولیوں کی ایک باڑھ آئی اور ایمبولینس کا ڈرائیور بسام خود بھی موقع پر ہی شہید ہوگیا"۔

لاڈلا بیٹا آغوش پدر میں خون سے نہا گیا لیکن قبلہ اول کی وارث امت کی عیش و عشرت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حکمرانوں نے دبے الفاظ میں مذمت کی اور پھر سے اسرائیلی وزیراعظم ایہود باراک اور امریکی صدر کلنٹن کے لیے "شرم الشیخ" میں مسندیں سجانے لگے۔ ذرائع ابلاغ نے چند روز محمد الدرہ کی چیخیں سنائیں اور پھر دو اسرائیلی فوجیوں کی ہلاکت کے نوحے سنانے لگے۔ دو ہفتوں میں سوا سو سے زائد فلسطینی شہیدوں اور ۳ ہزار سے زائد زخمیوں کی خبر ان کی نظر میں اہم یا breaking یا exclusive خبر نہیں' "دو

طرفہ جھڑپوں'' کا فطری نتیجہ تھی۔ محمد الدرہ کی شہادت کو بعض یورپی صحافیوں نے عالمی قتل' براہ راست نشر ہونے والا قتل (live murder) کہا لیکن مجموعی طور پر عالمی ذرائع ابلاغ امریکی وزیر خارجہ کے اسی بیان کو دہراتے رہے کہ: ''اس امر کی تحقیق ہونی چاہیے کہ پہل کس نے کی''۔ یا صیہونی حکومت کے اس بیان کا پرچار کرتے رہے کہ: ''محمد الدرہ فائرنگ کے تبادلے کا شکار ہوگیا''۔

بے حسی' بے حمیتی' درندگی' سفاکی.... اس قبیل کے تمام تر الفاظ فلسطین میں خون ریزی کے سامنے گنگ ہیں۔ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کی صبح جب سابق اسرائیلی وزیر دہشت گردی' وزیر دفاع آریل شارون نے مسجد اقصیٰ میں اپنے نجس قدم رکھے تو ساری دنیا جانتی تھی کہ اس اقدام کا کیا مطلب ہے۔ دراصل صیہونی قبلہ اول کا وجود محو کر کے یہودی ہیکل کی تعمیر کے مرحلے کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا یہ ناپاک اقدام بھی اپنی منصوبہ بندی کے مطابق پورا ہو جاتا اگر قبلہ اول کی کوکھ محمد الدرہ جیسے درنایاب جنم نہ دیتی۔ کوئی بہادری سی بہادری ہے' شجاعت و دلیری ہی نہیں' ایمان پر مبنی شہادت کی آرزو و سرشاری ہے کہ بچے' جوان' خواتین اپنے سامنے کھڑے' اسلحے سے لیس' یہودی سپاہیوں کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں' پتھر اور غلیل سے بکتربند گاڑیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں' اپنے ہم جولیوں' رفقائے کار کو خون شہادت سے وضو کرتے دیکھتے ہیں اور خوف زدہ یا کمزور ہونے کے بجائے مزید باہمت و توانا ہو جاتے ہیں!

کاش! قبلہ اول کے شیردل مجاہدوں' کانپتے ہاتھوں' روتی آنکھوں لیکن مزید قربانیوں کے لیے آمادہ دل کے ساتھ اپنے جوان بیٹوں کو قبر میں اتارتے بوڑھوں کی عظمت کو سلام پیش کرنے کے لیے پوری امت اٹھ کھڑی ہوتی۔ کاش! اہل ایمان کو یہ ادراک ہو جاتا کہ اگر اب بھی مقام معراج کی حفاظت نہ کی گئی تو مکہ و مدینہ کا تقدس محفوظ نہ رہ سکے گا۔ مسجد اقصیٰ کو شہید کر دینے اور ''عظیم تر اسرائیلی ریاست'' بنا لینے کے بعد صیہونی منصوبہ گر مدینہ منورہ تک ہی تو پہنچنا چاہتے ہیں۔ کیا خاکم بدہن عالم اسلام اسی روز بد کا انتظار کر رہا ہے؟

عالم اسلام کے اکثر حکمرانوں کا رویہ اس سوال کا جواب اثبات میں دیتا ہے لیکن امت کے نوجوان اس صیہونی خواب کو پریشان کر دینے کا ارادہ ہی نہیں' اظہار و اعلان بھی کر رہے ہیں۔ قبلہ اول کے حرم مقدس میں جاری خون کی ندیوں نے' مصر' اردن' مراکش' حتیٰ کہ سیاسی سرگرمیوں کو شجر ممنوعہ قرار دینے والی خلیجی ریاستوں میں بھی جوانوں کو تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ وہ اٹھے ہیں' قید و بند کو توڑ کر اٹھے ہیں' سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں آتش پا ہو کر اٹھے ہیں اور اعلان کر رہے ہیں:

خیبر خیبر یا یہود' جیش محمد سوف یعود

یہودیو! خیبر کو یاد کرو' وہی لشکر محمدؐ دوبارہ آ رہا ہے